شمائل وخصائل انبیائے کرام - سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے

محمد یٰسین مظہر صدیقی*

شمائل وخصائل بیانی نظر کی دراکی، فطرت وجبلت شناسی، زبان و بیان کی بلاغت و فصاحت کی دسترس جیسی صلاحیتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ یوں عام بیانیہ کے لیے بھی ایسی لیاقتوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر حلیہ وصفت کا بیان مشترکہ خدوخال اور یکساں خصال میں فرق و امتیاز شناسی کے سبب اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ جسم و بدن کے اعضاء وجوارح اور خدوخال اور دوسرے ظاہری آثار و خصائص کا بیان افراد و اشخاص کی بوالعجبیوں اور طرفگیوں کی وجہ سے زبان و بیان کی محدودیت و قصور ترسیل واظہار کا ایک طرف اثبات کرتا ہے اور دوسری طرف لسانی دقائق وتکلفات کا بھی باعث بنتا ہے۔ عام آدمی کے لیے تو معرفت شمائل ہی مشکل ہے۔ خواص اور اہل زبان اور صاحبان بیان کے لیے بھی وہ بالعموم کار پریشان خاطر ہے کہ سب کو شمائل بیانی نہیں آتی۔ اصحاب بلاغت اور صاحبان نعت میں بھی چند ہی عبقریات شمائل بیانی اور شمائل و خصائل نگاری میں مرتبت عالی پاتے ہیں اور امتیاز خاص چیدہ افراد کو ودیعت کیا جاتا ہے۔ عربی زبان وادب میں شمائل بیانوں اور خصائل نگاروں کا ممتاز ترین طبقہ بدوی عربی مبین یا خالص لسان عربی کے قدر شناسوں اور فصیح و بلیغ ادیبوں سے تعلق رکھتا ہے(۱)۔

رسول اکرمؐ کی زبان عربی اور اس کی فصاحت و بلاغت پر قدرت آپ کے قریشی خون اور سعدی رضاعت کی الٰہی سوغاتوں کی دین ہے۔ قریش مکہ اور بنو سعد/ ہوازن عربی وادب کے سب سے فصیح و بلیغ قبائل سمجھے جاتے تھے اور ان کی ٹکسالی زبان و عربیت کا لوہا تمام عرب وعجم مانتے تھے (۲)۔ حضرت محمد بن عبداللہ ہاشمیؐ کی امیت (امی ہونے) کی وہبی اور تکوینی صفت دوسرے مصالح واغراض کے علاوہ نبوی طلاقت لسانی اور عربیت خالصہ کی بھی ضامن تھی۔ عظیم ترین وصافان نبوی میں حضرت ام معبد خزاعیؓ کی شمائل وخصائل بیانی اور خالص الخاص وصاف نبوی حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ تمیمی اور حضرت علی بن ابی طالب ہاشمیؓ کی شمایل وخصائل نبوی کی مرقع بیانی ان کی قریشی وبدوی عربیت وطلاقت کی پروردہ اور بچپن کی خاص صلاحیتوں کی عطا کردہ نظر و فکر اور شناخت و عقیدت کی بھی دین تھی (۴)۔ ان کی زبان وادبیت اور طلاقت پر نبوی تعلیم و تربیت اور محمدی زبان بلاغت نظام کی خاص صیقل گری تھی کہ وہ دامن نبوی میں پلے بڑھے تھے۔ حضرت رسالتمآبؐ کی فصاحت و بلاغت خاندانی و رضاعی کو قرآن مجید کی عربی مبین اور الٰہی زبان معلیٰ نے مزید صیقل گری کرکے بے مثال و بلند پایہ ترین بنا دیا تھا۔

شمائل نبوی کی صفت اور وصافان نبوی کی خصائل بیانی سیرت نویسی کی ایک دقیق، عقیدت و محبت آگیں اور جمالی جہت ہے اور معروف بھی۔ شمائل وخصائل بیانی کی خالص نبوی ترسیل وروایت صاحبان نظر اور سیرت نگاران سید والا کی توجہ وعنایت سے اوجھل رہی حالانکہ وہ حدیث وسیرت کا ایک باب خاص ہے۔ رسول اکرمؐ نے اپنے بچپن سے وفات تک مختلف مراحل حیات میں مختلف اشخاص وافراد کے علاوہ قدرت الٰہی کے عجائب کی بھی شمائل بیانی کی تھی۔ ان میں خاص

---

* پروفیسر، صدر، ڈائریکٹر (سابق) ادارہ علوم اسلامیہ وشاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، انڈیا۔

الخاص واقعہ اسراء و معراج میں متعدد انبیائے کرام کے شمائل کا بیان رسول اکرمؐ کے اس خاص وصف عربیت پر ایک دلیل ہے۔ معراج کے واقعہ خاص میں صاحبان جنت و یاران دوزخ اور ان کے اعمال صالحہ اور اشغال خبیثہ کے تاثیرات کے سبب ان کے جسمانی شمائل کا بیان دوسرا اہم ترین اظہار نبوی ہے۔ وہ خصائل غیر مروی (ان دیکھے خصائص) کی تجسیم ہی نہیں عربی مبین میں خالص بلیغ واچھوتی ترسیل بھی ہے۔ مناظر زمینی وآسمانی کی توصیف اور خاص آسمانوں کی فضا و ماحول کی تصویر کشی نبوی طلاقت اور فصاحت و بلاغت کی ایک اور جہت ہے۔ فرشتوں کی تصویر کشی خاص کر حضرت جبریل علیہ السلام کی تمثیل نگاری/تجسیم بیانی آپ کی خاص الخاص وہبی لیاقت کی انوکھی اور مثالی مرقع کشی ہے۔ طلاقت نبوی اور شمائل بیانی محمدی میں شجر و حجر، عذاب و ثواب، جانوروں، حیوانوں اور متعدد دوسری مخلوقات ربانی کی مرقع کشی بھی اسی طرح در آئی ہے اور اس شمائل وخصائل بیانی کا ایک منفی پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے متعدد مشرکین و کافرین، اکابر جاہلیت اور اسلام دشمن رجال جیسے مسیح الدجال کے خدوخال بھی اجاگر کیے (۵)۔

نبوی ترسیلات شمائل اور محمدی ابلاغیات خصائل کا ذکر بنیادی مصادر حدیث و سیرت کے مختلف مباحث میں موجود و محفوظ ہے۔ وہ اصل ارشادات عالی کی لفظی یا روایتی ترسیل صحابہ و رواۃ کی جہت بھی ہے اور وہ دوگونہ ہے۔ خالص الفاظ و تعبیرات نبوی کی بعینہ ترسیلات اصل فصاحت و بلاغت نبوی کی اقدار عالیہ کے علاوہ زبان نبوی کی لفظی مرقع کشی کو اجاگر کرتی ہے۔ لیکن الفاظ نبوی کی خالص ترسیل کا عنصر بہت کم ہے۔ روایت بالمعنی کا عنصر زیادہ یا غالب ہے اور وہ دوسرا رنگ وآہنگ رواۃ تو ہے ہی نبوی ترسیلات کی دوسری معنوی ترسیل کی کوشش بھی ہے۔ کتب حدیث و سیرت میں لفظیات و تعبیرات کی گوناگونی یا اختلاف بیان ان کی لفظی و معنوی جہات کو بیان کرنے کے علاوہ رواۃ کرام کا انداز و طریق روایت و ترسیل بھی بتاتا ہے اور یہ بھی حقیقت سامنے لاتا ہے کہ کم و بیش بیانات اور ترسیلات نبوی میں طریقت نبوی کی گوناگونی بھی شامل رہی تھی۔ احادیث و روایات کے اختلاف بیان میں بالعموم روایت بالمعنی کا نعرہ لگا کر رواۃ کرام کو مورد الزام قرار دے دیا جاتا ہے اور ان کی تقصیر بتائی جاتی ہے حالانکہ یہ بھی امکان ہی نہیں، واقعہ ہے کہ بار بار کی ترسیل و بیانیہ نبوی کے تعدد کے سبب وہ زبان نبوی کی کمی بیشی بھی رہی تھی اور یہ جہت ابھی تحقیق طلب ہے (۶)۔ اس مختصر مقالے میں شمائل و خصائل بیانی کی چند جہات سے خاص احادیث و روایاتِ معراج و اسراء کی بنیاد پر بحث کی جارہی ہے اور بعض دوسری احادیث بھی مد نظر ہیں۔

شمائل انبیاء کرام:

پیشرو انبیاء کرام کے شمائل وخصائل کا بیان قصص الانبیاء کے مختلف مصادر میں ملتا ہے۔ وہ کتب سابقہ اور ان کے شارحین و علماء کی زبانی ترسیل و روایات میں آیا ہے اور پھر نگارش و طباعت میں محفوظ ہوا (۷)۔ لسان نبوی سے ان کا بیان احادیث الانبیاء میں بعض منام (خوابوں) میں ان کے دیدار نبوی سے آیا ہے (۸) اور خاص الخاص اسراء و معراج میں رسول اللہؐ نے مختلف آسمانوں پر اپنے عروج جسمانی اور کمال روحانی کے دوران متعدد انبیائے کرام کا دیدار کیا۔ ان سے تعارف کا فریضہ سفیر و قائد ملکوتی حضرت جبریلؑ نے انجام دیا اور آپؐ نے ان سے سلام و کلام کے ساتھ ان کے شمائل کو دیکھا اور خصائل کو جانا اور ان کو اپنی زبان مبارک اور لسانِ رسالتمآب سے مکہ مکرمہ کے فرشِ عرش نما پر اپنے صحابہ کرام اور اکابر قریش کے سامنے بیان فرمایا۔ مختصر اور خوبصورت جملوں میں آپ نے ان میں سے ہر ایک کے شمائل کی خصوصیات واضح فرمادیں جو انسانی نگاہ و فکر میں ان کا حسین مرقع بنا دیتا ہے (۹)۔ ان کا ترتیب وار بیان شمائل عربی مبین میں کلمات نبوی میں

درج ذیل ہے اور ساتھ ہی ان کا اردو ترجمہ ہے جو معانی کی ترسیل کرتا ہے اور بلاغت نبوی کی ترسیل سے عاری ہے۔ بخاری، مسلم (صحیحین) کے مختلف ابواب کتب میں ان کی احادیث متعدد صحابہ کرام سے مروی ہیں اور ان کے متون میں خاصا اختلافِ تنوع ہے۔ شارحین حدیث اور سیرت نگاران صاحب معراجؐ کی تشریحات و روایات میں ان کی جمع وتدوین کرکے ایک مسلسل بیانیہ مرتب کیا ہے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام:

تخلیق آدمؑ کے باب میں حدیث بخاری: ۳۳۲۶ کا بیان نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور ان طول قامت ساٹھ ہاتھ تھا: ''خلق الله آدم وطوله ستون ذراعا''۔ شارح حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان کی تخلیق کے مختلف مراحل کا ذکر متعدد کتب حدیث ترمذی، نسائی، بزاز، ابن حبان وغیرہ سے کیا ہے۔ (۱۰) سفر معراج میں آسمان دنیا/اول پر آپ کا تعارف ملائکہ اور انبیاء کرام سے اور ارواح انسانی سے ہوا جو اس مقام پر اقامت گزیں تھیں۔ ابن اسحاق/ سہیلی کی روایت میں ہے کہ حضرت آدمؑ کی ذریت/اولاد کی ارواح ان پر پیش کی جارہی تھیں اور جب ''روح طیبہ'' جسم طیب سے نکل کر آتی تو خوش ہوتے اور روح خبیثہ سے نکلے جسم خبیث پر دکھی ہوتے۔ ان میں سب سے ممتاز و نمایاں شخصیت ایک ایسے بزرگ کی تھی جو انسانی ساخت کا کامل ترین نمونہ اور مثالی پیکر تھے۔ چہرے مہرے اور جسمانی ساخت میں کسی جہت سے نہ کوئی نقص تھا اور نہ کھانچہ۔ حضرت جبریلؑ نے ان کا تعارف کرایا کہ وہ حضرت آدمؑ ہیں اور آپ سب کے مورث اعلیٰ۔ حافظ بیہقی کی دلائل النبوۃ میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ان کی صورت کے بارے میں خاص اضافہ ہے: ''فاذا انا بآدم كهيئته يوم خلق الله عزو جل على صورته'' مگر شمائل مذکورہ کا حال نہیں ہے۔ بعض احادیث و روایات میں ان کو رسول اکرمؐ کے پدر گرامی بتایا گیا ہے اور ان کی نشست کی خاص صراحت کی گئی ہے۔ اپنی اولاد آدم میں اہل جنت پر ان کے فرط مسرت سے خوش ہونے اور اہل دوزخ پر غم واندوہ سے گریہ کرنے کا بھی اظہار ملتا ہے۔ سید سلیمان ندوی نے حضرت آدمؑ کے دائیں بائیں پر چھائیاں بتا کر ان کو اولاد آدم کی روحیں سمجھا ہے۔ وہ حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث میں (اسودۃ) ہے اور حضرت مالک بن صعصعہؓ کی حدیث میں بھی ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث بخاری: حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کی ہے جو کتاب التوحید میں حضرت انسؓ نے لی تھی۔ اس میں حضرت آدمؑ کے شمائل نہیں ہیں لیکن باقی تفصیل ہے (۱۱)۔

سات آسمانوں میں سے بالترتیب اول تا ہفتم پر مختلف انبیائے کرام سے رسول اکرمؐ کی ملاقات و مکالمات کا ذکر مختلف مصادر سے کرنے کے ضمن میں مولانا مودودی نے بھی واضح کیا ہے کہ انبیائے کرام میں سے بعض کے ''آسمان'' مختلف مصادر میں مختلف مذکور ہیں جیسے ''نسائی اور مسلم میں حضرت انسؓ'' کی روایت چوتھے آسمان پر حضرت ہارونؑ اور پانچویں پر حضرت ادریسؑ کا مقام بتاتی ہے۔ ابن جریر، بیہقی ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت دوسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ اور تیسرے پر حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کا مقام ظاہر کرتی ہے'' (۱۲) اس قدر تفصیل و تشریح کے بعد مولانا موصوف کا دوسرے آسمانوں کے معاملات و واقعات اور روایات کا اختصار شدید بہت کھل جاتا ہے اور وہ متن کتاب کی خامی کے علاوہ مصنف گرامی کے اضافات کی کمزوری بھی ظاہر کرتا ہے (۱۳)۔

۲۔ حضرات یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام

متعدد محدثین کرام اور اماماں سیرت بالخصوص امام احمد بن حنبل اور ابن اسحاق نے دوسرے آسمان پر ان دونوں

انبیاء کرام سے ملاقات کاذکر کیا ہے۔ حافظ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کہا ہے کہ بقول ابن کثیر ان سے ملاقات نبوی تیسرے آسمان پر ہوئی تھی اور اسی وجہ سے ان کا ذکر خیر حضرت یوسفؑ کے بعد آتا ہے۔ حضرت یحیٰی بن زکریا علیہ السلام کا حلیہ کسی میں نہیں بیان کیاگیا۔ حدیث بخاری: ۳۴۳۰ میں ان دونوں نبیوں کو خالہ زاد بھائی ضرور بتایا گیا ہے: فاذایحییٰ و عیسیٰ، وهماابناخالة''۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح حدیث میں دونوں کی خاندانی نسبت و رشتہ داری کی وضاحت کی ہے کہ وہ دونوں حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی ذریت میں سے تھے۔ حضرت مریم السلام کی ماں کا نام حنہ تھا اور ان کی بہن یعنی حضرت یحیٰی بن زکریا علیہما السلام کی ماں کا نام ایشاع تھا۔ ایشاع حضرت زکریاؑ کی بیوی تھیں اور حنہ حضرت عمران کی۔ ان دونوں میں موخرالذکر کی اولاد حضرت عمران کی زندگی میں نہ ہوئی۔ حضرت مریمؑ رحم مادر ہی میں تھیں کہ حضرت عمران کا انتقال ہوگیا۔ شارح موصوف نے یہ تفصیل امام سیرت ابن اسحاق کی کتاب المبتدا کے حوالے سے نقل کی جو اہم بات ہے۔ حافظ ابن حجر نے امام سیرت ابن اسحاق کے حوالے سے اس شرح حدیث میں اور دوسری متعدد شروح احادیث بخاری میں کئی تشریحات دی یا معلومات پیش کی ہیں۔ شارح گرامی کے مطابق امام مالک بن انسؒ کی ایک روایت بتاتی ہے کہ حضرات یحیٰی و عیسیٰ کا حمل ایک ہی وقت میں ٹھہرا تھا مگر حضرت یحیٰی چھ ماہ بڑے تھے۔ حافظ بیہقی کے مطابق ان دونوں انبیائے کرام کے ساتھ ان کی قوموں کے کچھ لوگ (نفر) معراج میں ساتھ تھے لیکن ان کے شمائل کا ذکر نہیں ہے (۱۳)۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شمائل نبوی

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے شمائل کتب حدیث بالخصوص بخاری میں دو مختلف اوقات، زمانوں اور مراحل کے ملتے ہیں: ایک منام (خواب) نبوی کے حوالے سے جب آپؐ نے ان کو کسی وقت بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تھا۔ منام نبوی کی تعیین و توقیت میں دو خیالات ملتے ہیں: ایک یہ خواب واقعہ اسراء و معراج کے زمانے سے ہی متعلق ہیں۔ دوسرے یہ سچے خوابوں (رویا صادقہ) کے سلسلہ زریں کی ایک اہم کڑی ہیں۔

۱- حدیث بخاری: ۳۴۴۰ میں بیان نبوی ہے: ...وارانی الليلة عندالكعبة فی المنام: فاذا رجل آدم كأحسن مايرىٰ من أدم الرجال، تضرب لمته بين منكبيه،رجل الشعر، يقطر راسه ماۓ، واضعاًيديه على منكبى رجلين، يطوف بالبيت"، فقلت: من هذا؟ فقالوا: هذا المسيح بن مريم...''

۲- دوسری حدیث بخاری: ۳۴۴۱ مذکورہ بالا جیسی تعبیر و تصویر شمائل عیسوی ہے مگر اس کے الفاظ و کلمات میں خاصا فرق بھی ہے: "... فاذا رجل آدم سبط الشعر، يهادى بين رجلين، ينطف راسه ماۓ- اويهراق راسه ماۓ- فقلت من هذا؟ قالوا: ابن مريم..." (۱۴)

واقعہ معراج کے حوالے سے حضرت عیسیٰؑ کے شمائل کی احادیث بخاری بھی متعدد ہیں اور ان میں معانی کی مماثلت اور تعبیرات کا اختلاف ملتا ہے۔ اور بعض اضافات کا معلوماتی شگوفہ بھی۔

-حدیث بخاری: ۳۴۳۷ بروایت حضرت ابوہریرہؓ کے الفاظ ہیں: ''...ولقيت عيسىٰ، فنعته النبیﷺ فقال: ربعة احمر، كانما خرج من ديماس- يعنى الحمام"۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں شب اسراء کا حوالہ صراحت کے ساتھ موجود ہے: ...ليلة اسرى به...۔

-حدیث بخاری: ۳۴۳۸: بروايت ابن عباس: رأيت عيسىٰ و موسىٰ و ابراهيم، فاما عيسىٰ،فاحمر جعد،عريض

الصدر... (۱۵) روایت ابن عباس میں شب اسراء کی صراحت نہیں ہے۔
-مسند احمد کی روایت ابن عباس: ۲۶۹۲ کے مطابق ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ، گھنگریالے بالوں اور کشادہ سینے والے تھے۔
-مسند احمد کی دو احادیث: ۲۱۹۸/ ۲۳۴۳ بروایت حضرت ابن عباسؓ میں حضرت عیسیؑ درمیانہ قامت کے گورے چٹے، سیدھے بالوں والے تھے۔
-حافظ بیہقی کی دلائل النبوۃ میں بروایت ابن عباس شمائل عیسوی ہیں: رأیت عیسی ابن مریم علیه السلام مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض، سبط الراس...''(۱۶)
سیرت ابن اسحاق میں شمائل عیسوی کے الفاظ و تعبیرات مختلف اور کسی قدر مفصل ہیں: واما عسیٰ ابن مریم،فرجل احمر، بین القصیر والطویل، سبط الراس،کثیر خیلان الوجه کانه خرج من دیماس،تخال رأسه یقطر ماء ولیس به مائ، اشبه رجالکم به عروة بن مسعود الثقفی''۔

سید سلیمان ندوی نے مختصر حلیہ عیسیؑ لکھا ہے: ''حضرت عیسیؑ کا قد درمیانہ اور رنگ سرخ و سپید تھا۔ سر کے بال سیدھے اور لمبے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حمام سے نکلے ہیں۔ عروہ بن مسعود ثقفی (صحابی) سے ان کی صورت ملتی جلتی تھی'' (۱۷)۔ سیرت ابن اسحاق کی حدیث شمائل میں کافی دلچسپ اضافے ہیں جیسے وہ بہت چمکتے روشن چہرے والے تھے اور لگتا تھا کہ حمام سے نکلے ہیں اور ان کے سر مبارک سے یہ خیال ہوتا تھا کہ اس سے پانی ٹپک رہا حالانکہ ان پر پانی نہیں تھا اور ان سے مشابہ تمہارے رجال (اکابر) میں عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔

حضرت عیسیؑ کی شمائل میں مذکورہ احادیث و روایات میں خاصا اختلاف اور کہیں کہیں تضاد پایا جاتا ہے: ایک روایت میں بال گھنگریالے ہیں تو دوسری میں سیدھے۔ بخاری احادیث میں کافی اختصار اور خاصا اضافہ پایا جاتا ہے۔ اس میں مماثلت و مشابہت بھی ہے اور رواۃ کا اختلاف بھی۔ بہرحال ان تمام روایات واحادیث سے خواہ منام والی ہوں یا معراج والی حضرت عیسیؑ کے شمائل کافی واضح، خوبصورت اور دلچسپ ہیں (۱۸)۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام

بعض احادیث و روایات کے مطابق دوسرے یا تیسرے آسمان پر رسول اللہؐ کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام حضرت جبریلؑ کے توسط و تعارف سے ہوئی۔ شہرہ آفاق جمال یوسف علیہ السلام کے متعلق حدیثِ معراج بروایت حضرت مالک بن صعصعہ انصاریؓ کا جملہ ہے کہ ''انہیں حسن و جمال کا وافر حصہ عطا کیا گیا تھا''۔ امام سیرت ابن اسحاق میں بروایت حضرت ابوسعید خدریؓ رسول اللہؐ کا بیان حسن یوسفؑ یہ تھا کہ وہاں ایک ایسے شخص تھے جن کی صورت چودھویں رات میں ستاروں کے بالمقابل بدر کامل کی مانند تھی''۔ حضرت جبریلؑ نے استفسار نبوی پر بتایا کہ وہ آپ کے برادر یوسف بن یعقوب ہیں: ''...ثم اصعدنی الی السماء الثالثة فاذا هورجل صورته کصورة القمر لیلة البدر... قلت: من هذا یاجبریل: قال: هذا أخوک یوسف بن یعقوب''۔ ابن کثیر کے مطابق حافظ بیہقی کے دلائل النبوۃ میں روایت حضرت ابوسعید خدریؓ کے الفاظ ہیں: دوسرے آسمان پر ان سے ملاقات ہوئی۔ ان کے شمائل کے الفاظ و تعبیرات مختلف اور اضافی ہیں: فاذا انابرجل احسن ماخلق الله عزوجل، قد فضل الناس فی الحسن کا لقمر لیلة البدر علی سائر الکواکب...''۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ وہ آپ کے بھائی یوسف ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ نفر بھی ہیں'' (۱۹)۔

۵۔ حضرات ادریس، ہارون علیہما السلام

صحیحین کی حدیث میں ان دونوں جلیل القدر انبیاء کرام سے ملاقات نبوی کا ذکر خیر تو ہے اور اول الذکر کے بارے میں قرآنی تصریح بھی مذکور ہے ''ورفعنٰه مکانا علیا'' (اور ہم نے ان کو ایک بلند مقام پر اٹھالیا) لیکن ان کے شمائل وخصائل کا ذکر نہیں ہے۔ احادیث مسند احمد اور روایات ابن اسحاق وغیرہ بھی ان سے خالی ہیں۔ امام سیرت کی روایت میں بہر حال یہ تصریح موجود ہے کہ رسول اکرمؐ ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ اللہ کا قول ہے: قال یقول اللہ ورفعنٰه مکانا علیا"۔ یہ تلاوت آیت قرآنی شب معراج کے وقت ہوئی تھی یا بعد میں آپ نے حسب دستور نبوی اس کا اطلاق فرمایا تھا (۲۰)۔

سیرت ابن اسحاق میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے حضرت ہارون علیہ السلام کے شمائل میں رسول اکرمؐ کا بیان خوب ہے: قال :ثم اصعدنی الی السماء الخامسة، فاذا فیها کھل ابیض الراس واللحیة ، عظیم العثلون، لم ارکھلااجمل منه ...قلت: من ھذا یاجبریل؟ قال: ھذا المحبب فی قومه ھارون بن عمران''۔ شارح سہیلی نے ان شمائل ہارونی کی تشریح میں صرف قوم کے محبوب کے بارے میں ایک نکتہ /لطیف نکالا ہے، دوسروں نے تو اس کا حوالہ تک نہیں دیا۔ حافظ بیہقی کی روایت صحابی موصوف میں شمائل ہارونی میں خاصا اضافہ ہے: "فاذا اناھارون، ونصف لحیته بیضاء ونصفھا سوداءٔ، تکاد لحیته تصیب سرته من طولھا... ھذا المحبب فی قومه، ھذا ھارون بن عمران ومعه نفر من قومه... نصف ریش سفید اور نصف سیاہ اور چوڑائی میں لمبائی سے زیادہ تھی (۲۱)۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

چھٹے آسمان پر آپ کی ملاقات حضرت موسیٰؑ سے ہوئی اور مختلف احادیث میں ان کا سراپا الگ الگ بیان کیا گیا۔ حافظ بیہقی کی روایت حضرت ابو سعید خدریؓ نے ان کے شمائل یوں بیان کیے ہیں: ''فاذا اناھموسیٰ بن عمران، رجل آدم، کثیر الشعر، لوکان علیه قمیصان، نصف شعرہ دون القمیص، معه نفر من قومه''۔ اس میں حضرت موسیٰؑ کی عنداللہ منزلت اعلیٰ کا بھی حوالہ ہے اور اصلیت سید الانبیاء کا بھی، البتہ دوسری روایت ابن عباس میں ہے: رجلا طوالا جعدا کا نه من رجال شنوء ة''۔ صحیحین کی ایک حدیث میں شمائل موسوی ہیں: موسیٰؑ گندمی رنگت، دراز قامت، پیچیدار (گھنگرالے) بالوں والے شخص تھے۔ وہ قبیلہ از شنوء ہ کے مردوں کے مانند لگتے تھے''۔ ان کا ایک احساس واظہار یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ اس نوجوان کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ داخل جنت ہوں گے۔ اس لیے وہ گریہ کناں ہوگئے۔'' بعض شارحین نے ان کے گریہ کو فرط مسرت کے آنسو بتایا ہے اور بعض نے اظہار افسوس بتایا جو امت موسوی کی محرومی کا باعث بنا تھا۔

حدیث بخاری: ۳۴۳۷: میں الفاظ نبوی ہیں: لقیت موسیٰ، قال: فنعته فاذا رجل حسبته قال: مضطرب رجل الراس کانه من شنوء ة''۔

حدیث بخاری: ۳۳۹۴ کے الفاظ مختصر ہیں: ... رأیت موسیٰ، واذا ھو رجل ضرب رجل کانه من رجال شنوءة ...''

حدیث بخاری: ۳۴۳۸: فأما موسیٰ، فآدم جسیم، سبط کانه من رجال الزط''۔ ان دونوں احادیث بخاری میں سے ایک میں از دشنوء ہ کے مردوں سے اور دوسری میں جاٹوں سے مشابہت بتائی گئی ہے۔ حدیث مسند احمد: ۱۰۴۴۹ میں رجال قبیلہ شنوء ہ سے مشابہت کا ذکر ہے۔ اور حدیث مسند ۳۲۹۲ میں ان کو جسیم شخص بتایا گیا ہے۔ یہ دونوں احادیث بالترتیب حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں اور اول الذکر امام بخاری کی حدیث کی مانند ہے جس میں تین انبیائے

کرام کے سراپا ہیں اور حدیث : ۲۱۹۸، ۳۴۴۳ میں زیادہ سراپا ہے: ''حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کو دیکھا، وہ دراز قامت، گندمی رنگت، گھنگریالے گیسوؤں والے تھے گویا شنوءۃ کے مردوں میں سے ہوں''۔ سید سلیمان ندوی نے اس کا ذکر دوسرے الفاظ میں کیا ہے: ''ان کا لمبا قد اور گندمی رنگ تھا اور الجھے ہوئے گھونگر والے بال تھے، از شنوءہ کے قبیلہ کے آدمی معلوم ہوتے تھے''۔ سید موصوف نے صحیحین سے اس کا ذکر کیا ہے۔

سیرت ابن اسحاق میں الفاظ و تعبیرات شمائل موسوی ہیں : ''....واما موسیٰ، فرجل آدم طویل، ضرب جعد اقنی کانه من رجال شنوءۃ۔

سہیلی کی شرح میں بعض الفاظ و تعبیرات مختلف ہیں جیسے : ''وذکرفی صفة موسیٰ انه طوال...''۔ازدشنوءہ کے مردان کار کافی دراز قامت اور طاقت ور خوبصورت ہوتے تھے جس طرح ہندوستان کے جاٹ (الزط) لمبے چوڑے، جسیم، خوبصورت اور توانا و تندرست ہوتے ہیں۔ ان دونوں قبائل عرب و ہند سے ان کی مماثلت کافی اہم ہے (۲۱)۔

حدیث : ۳۴۰۴ میں امام بخاری نے حضرت موسیٰؑ کے حیا و شرم سے غسل کرنے کا ذکر کیا ہے اور بعض طعن آمیز اسرائیلیوں کے الزام جلد بیماری کے سبب ان کے کپڑے پتھر کے لے بھاگنے اور ان کے جسم اطہر کو عریاں دیکھے جانے کے بعد ان کے جسمانی شمائل کی ایک جھلک بیان کی ہے: ''فراؤ ھ عریانا احسن ماخلق الله وابره ممایقولون...''۲۲)

۷۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام

ساتویں آسمان پر آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دیدار کیا تو احادیث صحیحین کے مطابق وہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے تشریف فرما تھے (لفظ/اضافہ مسلم) اور وہ صورت میں رسول اللہؐ سے مشابہ تھے۔ حضرت جبریلؑ نے ان کا تعارف سے کرایا کہ یہ آپ کے پدر گرامی/جد امجد ہیں۔ ابن اسحاق/سہیلی میں ان کے تعارف کے اولین الفاظ و تعبیرات ہیں: ''فاذا فیها کھل جالس علی کرسی الی باب البیت المعمور، ید خله کل یوم سبعون الف ملک الخ

حدیث بخاری : ۳۳۹۴ کے الفاظ ہیں : وأنا اشبه ولد ابراهیم علیه السلام به ''اس میں بیت معمور کے پاس کرسی پر تشریف فرما بتایا گیا ہے۔ مسند احمد کی حدیث ابی ہریرہ: ۱۰۴۴۹ میں ہے : میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، وہ تمہارے ساتھی (صاحبکم) سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں''۔

ابن اسحاق کی روایت کے الفاظ و تعبیرات میں یہی ہے مگر دوسرے انداز سے: اما ابراهیم فلم أررجلا اشبه قط بصاحبکم ولا صاحبکم اشبه به منه''۔ حافظ بیہقی کی حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ میں مختصر ترین بیان ہے: ''فاذا انا بابینا ابراهیم خلیل الرحمن، ساند ظهره الی البیت المعمور کاحسن رجل ... ومعه نفر من قومه''۔ حافظ بیہقی کی ایک روایت ابوہریرہ میں شمائل انبیاء و کرام کے بعض حصے ہیں اور ان میں حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ہے: فاذا هوبرجل اشمط، جالس عندباب الجنة علی کرسی وعنده قوم جلوس، بیض الوجوه، امثال القراطیس وقوم فی الوانهم شئی ...''مگر اس پر حافظ ابن کثیر کا نقد ہے کہ اس میں نکارت ہے (۲۳)۔

حضرت علیؓ کا بیان شمائل نبویﷺ

ابن ہشام نے امام ابن اسحاق کی بیان کردہ صفت ابراہیمی کے بعد حضرت علیؓ کی زبان سے رسول اکرمؐ کے شمائل کے بیان کا اضافہ کیا ہے۔ ان کی روایت/حدیث کی سند: ''عمرمولیٰ غفره عن ابراهیم بن محمد بن علی بن ابی طالب" ہے۔ اور اس کا متن ہے :

''۱-...لم يكن (رسول الله ﷺ) بالطويل الممغط ،ولا القصير المتردد-۲-وكان ربعة من القوم،۳-ولم يكن بالجعد القطط ولاالسبط-٤-كان جعدا رجلا،٥-ولم يكن بالمطهم ولاالمكثم، ٦-وكان ابيض مشربا، ٧-ادعج العينين، ٨-اهدب الاشفار ،٩-جليل المشاش الكتد، ١٠-دقيق المسربة اجرد، ١١-شثن الكفين والقدمين، ١٢-اذا مشى تقلع،١٣-كانما يمشى فى صبب،١٤-واذا التفت التفت معا، ١٥- بين كتفيه خاتم النبوة، ١٦-وهوخاتم النبيين،١٧-اجود الناس كفا، ١٨-واجرأالناس صدرا، ١٩-واصدق الناس لهجة، ٢٠-واوفى الناس ذمة ، ٢١- وألينهم عريكة، ٢٢-واكرمهم عشرة، ٢٣-من رآه بديهة هابه، ٢٤- ومن خالطه احبه (يقول ناعته) : لم ارقبله ولا بعده مثلهٗ''۔

شمائل ترمذی میں اسی سند سے یہ روایت ہے اوراس میں چند تعبیرات مختلف ہیں جیسے ۶-میں ہے: كان وجهة تدويرا بيض مشرب ''۱۳میں ہے: كانما ينحط فى صبب اور ۲۲میں ''اكرمهم عشيرة'' ہے۔۲۴-ومن خالطه معرفة احبه.....۔

مولانا کرامت علی جون پوری نے انوار محمدی ترجمہ شمائل ترمذی میں اس کا ترجمہ لفظی اور پرانی اردو میں کیا ہے۔ نعیم اللہ ملک کا ترجمہ رواں دواں ہے: ''نبی کریمؐ کا بدن مبارک نہایت متوازن تھا، آپ نہ دراز قامت تھے، نہ زیادہ پست قامت، آپ میانہ قامت لوگوں میں تھے، نہ آپ بہت گھنگریالے بالوں والے تھے، نہ سیدھے بالوں والے، بلکہ چمک دار، سیدھے اور گھنگریالے بالوں والے تھے، گھنی داڑھی سینے پر سایہ کیے ہوئے تھی، نہ بہت فربہ تھے، نہ بہت دبلے پتلے، سفید رنگ میں گلابی رنگ کی جھلک پائی جاتی تھی، سرمگیں آنکھیں، پپوٹوں کے کنارے دراز، بڑے بڑے جوڑ بند، شانوں کے درمیان کا حصہ بڑا، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر، سارا جسم بالوں سے خالی، ہتھیلیاں اور تلوے پر گوشت، رفتار میں زمین پر قدم مبارک نہ ٹکتے تھے (یعنی تیز رفتار تھے) معلوم ہوتا تھا کہ نشیب کی طرف چل رہے ہیں، جب کسی جانب توجہ فرماتے تے فورا (پوری) توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ خاتم النبین تھے، سخاوت میں سب سے زیادہ سخی، جرات میں سب سے زیادہ قوی دل، گفتگو میں سب سے زیادہ سچے، معاہدوں (عہد) کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور معاشرت میں سب سے زیادہ کریمانہ اخلاق والے، پہلے پہل جس نے دیکھا مرعوب ہوگیا اور جس نے آپ کے ساتھ میل ملاپ رکھا، آپ سے محبت کرنے لگا... (نعت گو کہتا ہے) میں نے آپ جیسا نہ کبھی پہلے دیکھا اور نہ بعد میں)۔ نعیم اللہ ملک کا ترجمہ بہت وفادار اور عربی کا صحیح ترجمان نہیں۔ اس میں ابن ہشام کی روایت پر کچھ اضافے ترمذی سے دیے ہیں اور دوسری روایت حضرت علیؓ سے مزید نقل کی ہیں۔ شمائل وخصائل نبوی پر خاص صحیحین سے سید مسعود احمد نے اپنی کتاب میں تمام روایات ایک خاص باب میں جمع کر دی ہیں۔ ابن ہشام اور ترمذی دونوں نے امامان لغت خاص کر امام اصمعی سے حدیث شمائل کے الفاظ کی لغوی شرح کی ہے جو بہت عمدہ وبے مثال ہے (۲۴)۔

تنقیدی تجزیہ

سیرت نبوی کی ایک مبارک جہت ہی نہیں، زبان رسالتمآب وخاتم النبینؐ سے انبیائے کرام کے شمائل وخصائل کا بیان وحی الٰہی کی ایک عظیم نوعیت بھی ہے اور شمائل نبوی کی ایک متواتر ومحکم روایت بھی۔ بالخصوص اسراء ومعراج کے دوران ان کی وحی محمدی کے حوالے سے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ میں اور خاص سورہ فتح کی آخری آیت کریمہ میں

تورات وانجیل میں صفات محمدی اور خصال اصحاب خاتم النبیین کا ذکر اس پر دال ہے۔ اس کے بھی شواہد اور واضح بیانات قرآنی ہیں کہ حضرات انبیائے کرام اپنے جانشین رسولوں کو شمائل وخصائل محمدی سے بالخصوص اور دوسرے انبیاء کرام کے اوصاف وشمائل سے بالعموم برابر باخبر کرتے رہے تھے اور کتب وصحائف سماوی میں وحی الٰہی ان کو ثبت کرتی رہی تھی۔ اس طرح متاخر انبیائے کرام اپنے پیشرو رسولوں اور نبیوں کے اوصاف، شمائل اور خصائل بیان کرتے رہے تھے۔ آیات قرآنی کے علاوہ احادیث نبوی اور صحیح قصص الانبیاء میں ان کے شواہد موجود ہیں (۲۵)۔ سید المرسلینؐ کی سیرت طیبہ کا ایک پہلو کتنا دلآویز اور بصیرت افروز ہے کہ آپ نے اپنے بزرگ پیشرووں کے شمائل وخصائل بیان فرمائے۔

بنیادی مصادر حدیث وسیرت سے شمائل انبیائے کرام کے محمدی بیانیے میں اختلاف روایات اور تنوع صفات کا سب سے اہم روایتی عنصر ہے۔ محدثین کرام کی اپنی احادیث صحیحہ میں خاصی گوناگونی اور کمی بیشی ملتی ہے۔ صحیحین کی روایات واحادیث میں سے بعض میں شمائل انبیائے کرام کا تذکرہ خیر آتا ہی نہیں۔ حدیث بخاری: ۳۲۰۷ بروایت حضرت مالک بن صعصعہ انصاریؓ تمام آسمانوں پر سید المرسلینؐ کے عروج وملاقات انبیا کرام کے ضمن میں شمائل انبیاء کرام کے بیان سے خالی ہے۔ صحابی موصوف کی دوسری حدیث بخاری: ۳۴۳۰ صرف حضرات عیسیٰ ویحییٰ علیہما السلام کی رشتہ داری۔ خالہ زاد برادران۔ پر اکتفا کرتی ہے اور بہت مختصر ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث بخاری: ۳۳۹۳ مختصر ہے اور صرف شمائل موسیٰ، عیسیٰ وابراہیم علیہم السلام اور موخر الذکر سے مماثلت محمدی سے تعرض کرتی ہے۔ احادیث مسلم، مسند احمد اور دیگر کتب ومصادر حدیث کے علاوہ امام سیرت ابن اسحاق کی روایت معراج مختلف اور اضافی شمائل وخصائل کا ذکر اذکار کرتی ہیں۔ ان میں بلاشبہ امام ابن اسحاق کی روایت جامع، قدیم ترین، مربوط ومنظم ہونے کے علاوہ شمائل وخصائل انبیائے کرام کا سب سے عمدہ اور کامل بیانیہ پیش کرتی ہے (۲۶)۔ تمام روایات واحادیث شمائل انبیاء کرام کے تقابلی بیان میں مقالہ کے متن ہی میں ان کے باہمی اختلافات اور اضافات اور امتیازات کی نشاندہی مسلسل کی جاتی رہی ہے۔ اور یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ رواۃ کرام کے اپنے شیوخ سے روایات واحادیث سے اخذ وقبول میں فرق واختلاف در آیا ہے۔ جو روایت بالمعنیٰ نہیں ہے بلکہ وہ اصل ترسیل وبیان رسالتمآبؐ کا تعدد ثابت کرتا ہے۔ آپ نے بہ نفس نفیس مختلف اوقات میں از خود یا فرمائش اصحاب پر حدیث اسراء ومعراج بیان کی اور جتنا اس موقعہ کے لیے مناسب سمجھا اتنے پر اکتفا فرمایا۔ لہٰذا کبھی تفصیل آئی، کبھی اجمال ہوا اور کبھی شمائل وخصائل کا ذکر غیر ضروری ہوا (۲۷)۔ اس میں مکی مدنی رواۃ کا فرق بھی نہیں کارفرما تھا۔ جیسا کہ سید سلیمان ندوی نے اظہار فرمایا ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث معراج کی ترجیح اور دوسرے مدنی اصحاب کرام کے بیانات واحادیث کی مرجوحیت یا ان کی درجہ بندی اسی وجہ سے کی۔ یہ درجہ بندی صحیح نہیں ہے، ورنہ تمام احادیث حضرت عائشہؓ بھی اس نقد کی زد میں آجائیں گی کہ ان کی تمام احادیث وترسیلات نبوی کی روایت مدنی دور کی ہی ہے۔ مراسیل صحابہ کرام کے باب میں اتفاق جمہور ہے کہ وہ سب صحیح وحجت ہیں کہ کسی نہ کسی صحابی سے یا بہ نفس نفیس آپ سے اخذ کی تھیں، صحت احادیث اصلاً بار بار کی ترسیلات نبوی ہیں (۲۸)۔

نبوی بیانات اور حدیثی وسیرتی ترسیلات میں شمائل وخصائل انبیاء کرام کا معاملہ وہی ہے جو عام سیرت کے واقعات اور دین وشریعت کے معاملات کا ہے۔ ایک دو یا چند روایات واحادیث یا ان سے عددی طور پر زیادہ سے سیرت نبوی کی ترسیل ونگارش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی دین وشریعت کے احکام کا اثبات۔ ایک جامع وکامل بیانیہ سیرت ودین وشریعت کے لیے کم از کم ان تمام روایات واحادیث واحکام حتی کہ آیات قرآنی کا احاطہ لازمی ہے جو ناگزیر مطلوب ہیں۔ سیرت نبوی

کے کامل و جامع بیانیہ میں اور سر دست موجودہ مطالعہ کے تناظر میں شمائل انبیاء کرام کے جمع و تدوین اور بحث و نظر میں یہ ناگزیریت اور بڑھ جاتی ہے۔ یہ واقعہ اپنی جگہ صحیح ہے اور تسلیم شدہ بھی کہ ایک مصنف، محدث اور سیرت نگار تمام روایات و احادیث لازمی جمع کرنے اور ان کے روایت کرنے سے بوجوہ قاصر ہے۔ لیکن متاخر سیرت نگاروں اور خاص کر محققین فن کے لیے صرف چند کلیوں پر قناعت کرنے یا سہل انگاری اور تلخیص شدید اور ترسیل ناقص کرنے کا بالکل جواز نہیں۔ جامعینِ مصادر سیرت اور محققین جدید جیسے زرقانی، سید سلیمان ندوی، ابوالاعلیٰ مودودی، ادریس کاندھلوی اور بہت سے دیگر نے اسی فنی و بلاغی قناعت پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی شمائل و خصائل انبیا کرام کی دستیاب اور سہل الحصول روایات سے استفادہ نہیں کیا اور دوسرے ابواب سیرت کی مانند یہ باب بھی ناقص لکھا (۲۹)۔

حضرت خاتم النبیینؐ نے اپنے پیشرو و بزرگوں اور علاتی برادروں (جیسا کہ حدیث میں انبیاء کرام کی رشتہ داری بتائی گئی ہے) کے شمائل و خصائل کا ایک مختصر حسین و جمیل اور شخصیت و سیرت نما بیان دیا ہے اور اس سے تمام انبیاء کرام کے شمائل جسمانی اور خصائل اندرونی کا ایک جلوہ ملتا ہے:

> مصادر سیرت و حدیث کی تمام دستیاب روایات و احادیث کے شمائل و اوصاف سے ان کی ایک جامع و کامل اور منفرد و ممتاز شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے اور خاص امام سیرت ابن اسحاق کی حدیث معراج سے زیادہ سے زیادہ انبیائے کرام کے شمائل حسنہ کا بیان ملتا ہے اور وہ متعدد ماٰخذ حدیث پر بھی اضافہ معتبر ہے۔
> بیان سید المرسلینؐ کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ بیشتر انبیاء کرام کی مماثلت و مشابہت صحابہ کرام اور اکابر عرب کے معروف و مشہور مشائخ سے قائم کی گئی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی جسمانی ساخت اور شمائلی نوعیت کے لیے ازدشنوءہ کے مردان کار اور زط/جاٹ کے رجال و اکابر سے بہت معنی خیز اور خوبصورت ہے۔ عرب عوام و خواص اپنے بدوی قبیلہ ازدشنوءہ سے رجال سے واقفیت رکھتے تھے مگر ان میں بہت سے ''رجال زط سے'' واقفیت نہ رکھتے تھے کہ وہ عجمی لوگ تھے، اور ان سے صرف وہ اکابر و شیوخ اور صاحبان تجارت واقفیت رکھتے تھے جو ان سے اسواق عرب اور دوسرے سرحدی علاقوں میں کسی طرح ملے اور واقف ہوئے تھے۔ رسول اکرمؐ دونوں سے خوب واقف و آگاہ تھے کہ ان میں سے رجال شنوءہ سے نسبی، قومی اور ذاتی خلاملا رہا تھا اور ''رجال زط'' سے تجارتی معاملہ رہا تھا۔ محققین سیرت نے اس باب میں کافی تحقیقات کی ہیں۔ ان میں قاضی اطہر مبارک پوری کی تحقیقات کے علاوہ مقالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ بعنوان ''زط'' اہم ہے (۳۰)۔

حضرت عیسیٰؑ کی مماثلت اور عرب شناخت صحابی رسولؐ حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ سے آپ نے کی تھی اور وہ بہت معنی خیز اور اہم جہت معرفت ہے۔ حضرت عروہ ثقفیؓ زمانہ جاہلی کے ایک عظیم ترین شیخ مکہ و طائف تھے اور اسی قدر معاملات قریش میں دخیل تھے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر وہ قائد و ترجمان قریش بن کر آئے تھے۔ ان کے مراسم و تعلقات عراق و شام وغیرہ کے ملوک اور بادشاہوں سے بھی تھے اور متعدد دوسرے درباروں میں عرب و عجم دونوں مقامات پر محترم سمجھے جاتے تھے۔ وہ واقعہ اسراء کے بہت بعد اواخرِ احیات طیبہ میں اسلام لائے تھے تاہم ان کی وجاہت و سیادت اور شخصیت کی بزرگی سے سب ہی مرعوب و متاثر تھے۔ رسول اکرمؐ نے بھی ان کی وجاہت و سیادت اور دوسرے اوصاف حمیدہ کی تعریف کی تھی اور ان کو اکابر عرب میں گردانا تھا، قبول اسلام کے بعد وہ سید طائف بن گئے تھے (۳۱)۔

رسول اکرمؐ کی حضرت ابراہیمؑ سے مشابہت و مماثلت ایک زندہ پیکر قومی اور نبوی عظمت و جلالت کے تمثال

ربانی کو سامنے لاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت محمدی کی متعدد جہات عظیمہ وجلیلہ ہیں:

-ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اکرمؐ کے پدر اعلیٰ اور جد امجد ہیں اور اس کی صراحت زبان رسالتمآبؐ سے کی گئی ہے۔

-ابراہیمی ملت بیضا کی جلوہ گری دین موسوی اور شریعت عیسوی اور دوسرے ملل و طرق انبیاء کرام میں تھی اور اسے سب تسلیم کرتے تھے۔

-حضرت محمدؐ نہ صرف ان کے جانشین نبی ورسول ہیں بلکہ قرآن مجید کے مطابق آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اولیٰ (سب سے قریب) بھی ہیں دوسروں کے مقابلہ میں۔

-بحیثیت سید المرسلین اور خاتم النبیین حضرت محمدؐ نے ملت ابراہیمی کی تکمیل و تشکیل آخری کردی، اتباع و اتمام کا ابدی مرحلہ بھی کامل کردیا۔

-شمائل نبوی محمدی کی جو روایات واحادیث حضرت ہند بن ابی ہالہ تمیمی، علی بن ابی طالب ہاشمی، ام معبد خزاعی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے ہیں وہ شمائل ابراہیمی بھی ہیں۔

-ان دونوں پیکران نبوی کے شمائل کی یکسانیت یا مشابہت و مماثلت اس عظیم ورثہ عرب و عجم کو تمام عالم انسانیت کو باہم متحد کرتی ہے جو دین ابراہیمی کے ماننے والے ہیں۔ وہ روحانی طور سے وحدت دین اور وحدت شریعت کے علاوہ ان کو جسمانی پیکروں کی مماثلت ومشابہت کے ذریعہ بھی ہم آہنگ کرتی ہے (۳۲)۔

-امام ابن اسحاق/ابن ہشام نے حضرت علی بن ابی طالب ہاشمیؓ کی صفت شمائل محمدی اسی کے بعد بیان کرکے پیکر براہیمی کو پیکر محمدی سے جوڑ کر زندہ جاوید کردیا۔

-رسول اکرمؐ کی شمائل بیانی دراصل وہ سرچشمہ صافی اور منبع خالص ہے جس سے خاص شمائل نبوی کے بیانیہ اصحاب کرام کو فروغ ملا (۳۳)۔

-وہ سیرت نبوی کی ایک اچھوتی، دل آویز اور نادر و نایاب جہت ہے جس کی طرف سیرت نگاروں کی توجہ ذرا بھی مبذول نہیں ہوئی۔ اب ان دونوں منبع شمائل اور اس سے مستفاد شمائل نبوی کا تناظر سامنے آتا ہے، وہ ادبیت فصاحت و بلاغت اور حسن بیان کا سب سے حسین مرقع ہے اور سیرت نبوی کا ایک عظیم ترین سرمایہ۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) شمائل وخصائل کے بیان و ادب میں جاہلی اور اسلامی دور کے بہت ہی ممتاز اور برگزیدہ ادباء حکماء ہی شامل ہیں۔ ان پر تاریخ ادب عربی کے بعض محققین نے تحقیقات کی ہیں اور شمائل نبوی کے باب عالی میں سیرت و حدیث کے مصادر سے مواد حاصل کرنے والے بعض جدید سیرت نگاروں اور صاحبان قلم نے عہد جدید میں خاصا مواد جمع کردیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ۱-انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسولؐ، اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۸۹ء، باب کتب شمائل ۱۷۳-۱۷۶؛ کتب دلائل ۱۷۷-۱۷۸؛ ۲-انا میری شمل (A.M.Schimmel) محمد رسول اللہؐ، اردو ترجمہ نعیم اللہ ملک، ابوذر پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۴ء۔ ۸۹-۲۱۳، حضور کا اسری (کذا) و معراج بالخصوص ۴۳-۵۶: شمائل اور دلائل پر مبنی لٹریچر جس میں جسمانی شمائل اور روحانی فضائل کے ذیلی ابواب ہیں۔ موخرالذکر نے سیر حاصل بحث کی ہے اور کافی مواد بھی نقل کیا ہے۔

(۲) قرآن مجید کی شہادتوں سے ایک اہل البادیہ کی عام شہادت ہے اور دوسری خاص قریش و ہوازن کی عربیت و ٹکسالی زبان میں عبارت کی گواہی ہے۔ قریشی اکابر نے قرآن مجید کے نزول کے لیے ''قریتین'' (دو قریوں) کے کسی ''رجل عظیم''کا استحقاق جتایا تھا۔ اس میں عظمت و وجاہت افرادِ مکہ و طائف کے ساتھ ان کی عربیت کا دعویٰ بھی مضمر و شامل تھا۔ اس زمانے میں اور مدتوں بعد تک مکی و طائفی شعراء و نثار ادب عرب مبین کے اساطین تھے۔ جاہلی شعراء میں سے اکثر کا تعلق بدوی قبائل سے تھا۔ امیہ بن ابی الصلت ثقفی طائف و ہوازن کے عظیم ترین شعراء میں تھے۔ لبید بن ربیعہ جیسے شعراء کا سحر وادب شعری مکہ مکرمہ تک دراز تھا۔ البتہ نثری ادب کے ماہرین شہری ہی تھے۔ رسول اللہؐ کا افصح العرب ہونے کا دعویٰ قریشی خون و بدوی/ثقفی رضاعت کے دوگونہ عناصر تشکیل کی بناپر تھا جیسا کہ مصادر حدیث سیرت میں ہے: ابن اسحاق/ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، حمدی بن محمد آل نوفل طباعت، مکتبہ المورد قاہرہ، ۲۰۰۶ء، ۱/۱۱۳: انا اعربکم، انا قرشی، واسترضعت فی بنی سعد بن بکر'' اگرچہ محقق حمدی نے اسے بعض ناقدین کے حوالے سے موضوع قرار دیا ہے مگر وہ روایتی نقص تو ہو سکتا ہے، واقعاتی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ افصح العرب ہیں۔

(۳) رسول اکرمؐ کے جوامع الکلم اور ان کی ادبیت اور فصاحت و بلاغت کے حوالہ سے یہ وہبی عطائے ربانی واضح ہوتی ہے کہ وہ آپ کو خاص طور سے عطا کیے گئے تھے۔ آپ نے اپنے خصائص بلاشرکت غیرے میں ان کو شامل فرمایا: ''اعطیت جوامع الکلم''۔ آپ کے خصائص کی تعداد دوسری احادیث میں زیادہ یا مختلف ہے۔ اس میں رعب وداب سے آپ کی مدد بھی شامل ہے۔ نصرت بالرعب الخ۔ جوامع الکلم پر مقالات جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری اور ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کے ملاحظہ ہوں: نقوش رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو لاہور، جنوری ۱۹۸۴ء ۵۳۹/۸-۵۷۶۔ مفتی موصوف نے مصادر حدیث سے اور ظہور اظہر نے کتب نثر عربی سے بحث واستفادہ کیا ہے۔

(۴) حضرت ہند بن ابی ہالہ تمیمیؓ اپنے دوسرے برادر حضرت ہالہؓ اور بہن حضرت ہندؓ کے ساتھ حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کی اولاد شوہر اول سے تھے اور بعد نکاح نبوی وہ ''ربائب النبی'' بنے۔ اسی طرح حضرت علی بن ابی طالبؓ اپنے لڑکپن میں آپ کے ساتھ زیادہ رہتے تھے اور پھر کفالت خاص میں آ کر پروردہ بنے تھے۔ یہ واقعیت بھی بہت اہم ہے کہ تمام ''وصافان نبی'' یا تو بچپن سے آپ کے پروردہ تھے یا بدوی الاصل تھے۔ بچپن اور لڑکپن کی دراکی نظر و فہم اور معرفت کی ایک لازمی صفت ہے۔ ملاحظہ ہو: شمائل نبوی پر مباحث؛ نیز ربائب النبی پر مقالات و مباحث اور ان کے سوانحی خاکے ابن حجر کی اصابہ، ابن اثیر کی اسد الغابہ اور ابن عبدالبر قرطبیؒ کی الاستیعاب میں۔

(۵) اسراء و معراج پر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، سورہ اسرا کی تفسیر میں تمام روایات جمع کر دی ہیں: بخاری کی مختلف کتب صحیح سے، مسلم، بیہقی دلائل، سنن نسائی (مع نقد نکارت)، ابن ابی حاتم، مسند احمد۔

(۶) روایت بالمعنی اور روایت باللفظ پر مباحث محدثین و شارحین کے علاوہ سیرت نگاروں میں اردو سیرت نگاری کے امام شبلی کی بحث ان کے مقدمہ میں ملاحظہ ہو۔ شبلی، سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، دار المصنفین اعظم گڑھ، ۱۹۸۶: ۳۹۶/۳ میں سہیلی، الروض الانف مصر، ۲۴۴/۲ کے حوالے سے ان کا اور دوسرے علماء کا یہی خیال بیان کیا ہے کہ متعدد معراج کے واقعہ کے تعدد کے سبب رواۃ کے بیان واقعہ میں اختلافات کے قائل تھے۔ سید موصوف کا رجحان بھی ادھر ہی ہے لیکن وہ تعدد واقعہ کے خلاف اور جمہور محدثین کے فکر کے قائل و متفق ہیں۔ احادیث و روایات میں تعبیرات و مشمولات کے اختلاف/اختلافات کو بالعموم روایت بالمعنی قرار دیا جاتا ہے لیکن یہ واقعیت بھلا دی جاتی ہے کہ آپ نے بذات خود متعدد

/بیشتر احادیث و واقعات کو مختلف مواقع پر خود اپنی زبان مبارک سے بیان کیا اور ان میں سے کسی نہ کسی میں تعبیرات اور مواد اور معلومات اور الفاظ کا فرق آتا گیا۔

(۷) قصص الانبیاء کی کتب میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری کی اسی عنوان کی کتاب ملاحظہ ہو، ندوۃ المصنفین نئی دہلی، نیز تورات و انجیل کے متون انگریزی وار دو اور ان کی شروح۔

(۸) بخاری/فتح الباری، مکتبہ دارالسلام ریاض، ۱۹۹۷ء، ۵۸۰/۶ ومابعد: احادیث الانبیاء کے مختلف ابواب میں منام/رویا میں دیکھنے کا ذکر ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض شمائل کا بیان نبوی اس کے حوالے سے ہے: حدیث بخاری ۳۴۴۰: وارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام، باب قول اللہ تعالیٰ واذکر فی الکتب مریم..الخ، وغیرہ۔

(۹) بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ؛ کتاب احادیث الانبیاء، مختلف ابواب؛ فتح الباری ۳۶۳/۶ ومابعد؛ ۴۳۵ ومابعد۔

(۱۰) بخاری/فتح الباری، ۴۳۶/۶ اور ۴۳۹۔

(۱۱) ابن اسحاق/ابن ہشام بحوالہ سہیلی، الروض الانف، مرتبہ مجدی بن منصور، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۹، ۲۰۱/۲؛ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت ۲۰۰۹ء (ایک مجلد میں تمام جلدیں) ۹/۳: وہ سماء دنیا سے آسمان ششم تک عروج کے ذکر میں انبیاء کرام سے ملاقات اور ان کے پاس سے گزرنے کا ذکر کرتی ہے اور ''السادسہ'' پر حضرت ابراہیمؑ کے تذکرہ پر ختم ہوتی ہے۔ تفسیر ابن کثیر، ۱۱/۳-۱۳ حدیث بخاری: ۷۵۱۷ کا متن اس سے آگے کے واقعات بھی رکھتا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں حافظ بیہقی کی دلائل النبوۃ کی حدیث ابوسعید خدریؓ نقل کی ہے جس میں شمائل انبیا کرام ہیں اور بعض میں اضافات ہیں۔ شرح ابن حجر میں سعید بن یحییٰ اموی کی کتاب المغازی میں اس کی تخریج کا حوالہ ہے۔

اردو سیرت نگاروں میں سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، دار المصنفین اعظم گڑھ ۱۹۸۶ء، ۳۹۵/۳-۴۵۲ نے صحیحین میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی احادیث کو ترجیح دی ہے۔ دوسری احادیث میں حضرت مالک بن صعصعہؓ کا دوسرا درجہ قرار دیا اور کسی کو جامع واقعات نہیں سمجھا پھر صحیحین کی تمام روایات کی بناپر جامع بیان لکھا اور غالبا تمام مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث مذکورہ کتاب الصلوٰۃ سے لی ہے مگر ان کے حواشی میں کتب بخاری کے ابواب کی صراحت نہیں ملتی جو باعث خلجان ہے؛ ابن کثیر، تفسیر سورہ اسرا میں روایۃ انس عن ابی ذر میں صرف حضرت آدمؑ کے بارے میں ہے، باقی انبیاء کے شمائل نہیں ہیں۔ مودودی، سیرت سرور عالم، مرکزی مکتبہ اسلامی، نئی دہلی ۱۹۸۶ء، (چھٹی طباعت) ۶۵۱/۲ ومابعد نے بالخصوص تمام مصادر حدیث و سیرت کی روایات واحادیث جمع کر کے ان کا تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ ان دونوں نے قریب قریب تمام کتب حدیث ادب و سیرت کا احاطہ واستقصا کرلیا ہے۔ ان کے مصادر و مآخذ میں شامل ہیں:

مآخذ حدیث: بخاری، مسلم، مسند احمد، طبری، (تفسیر)، بیہقی، حاکم، ابن ابی حاتم، طبرانی، بزاز، ابویعلیٰ، ابن مردویہ، ترمذی، ابن حبان، زوائد مسند احمد، ابن ماجہ ابوداؤد وغیرہ

مآخذ سیرت: ابن اسحاق/ابن ہشام، واقدی، ابن سعد، مغازی ابن عائذ، سہیلی وغیرہ

نیز ملاحظہ ہو سید مسعود احمد، صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین، ادارہ اشاعت دینیات (پرائیوٹ) لمیٹیڈ نئی دہلی ۲۰۰۷ء، ۱۶۰/۱-۱۶۷؛ قرآن مجید اور صحیحین کی احادیث پر مبنی ہے۔ اس میں حضرت آدمؑ کا کچھ ذکر خیر ہے اور حضرات عیسیٰؑ، یوسفؑ،

ادریسؑ، موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے شمائل دونوں بخاری و مسلم کی احادیث کے حوالے سے ہیں لیکن انھوں نے ساتوں آسمان پر انبیاء سے ملاقات کی تصریح کیونکر کی جب کہ وہ صحیحین میں نہیں ہے۔ موخر الذکر یعنی مولانا مودودی نے تمام روایات واحادیث اسراء و معراج کی تحلیل و تجزیاتی بحث میں اپنے حواشی وتعلیقات میں ان کے مخصوص مصادر اور ان کے راوی صحابہ وتابعین کا مفصل ومدلل تذکرہ کیا ہے۔ یہ تحلیلی تجزیہ مصادر ان کی تحقیق وتالیف کا خاص امتیاز ہے جس میں کم لوگ شریک ہیں۔ مرتبین سیرت سرور عالم کے مدون مسودہ میں مصنف گرامی نے اپنے اضافی حواشی میں اس تحلیل و مصادر کا باب بہ باب، بحث بہ بحث اور روایت بہ روایت ذکر کیا ہے اور ان کے اختلافات سے بھی بحث کی ہے۔

(۱۲) مودودی، ۶۵۶/۲، حاشیہ ۱۶۔

(۱۳) پہلے آسمان پر واقعات معراج کو کافی تفصیل سے بیان کرنے کے بعد مولانا مودودی نے بقیہ آسمانوں پر ملاقات انبیاء کرام اور تجربات سید المرسلینؐ کا خلاصہ یا اختصار شدید پیش کر دیا اور ان کے واقعات و مشمولات کو خاص اہمیت نہ دی جس نے توازن وترسیل کا نقص پیدا کر دیا: ملاحظہ ہو مودودی، ۶۵۶/۲ نے یہ معاملہ ملاقات و تجربات صرف آٹھ سطروں میں نمٹا دیا ہے۔ سید سلیمان ندوی، ۴۱۱/۳-۴۱۳ نے جامع بیان میں انبیاء کرام سے حضرت رسالتمآب سے ملاقاتوں کے حوالے سے چند ہی کا حلیہ و شمائل بیان کیے ہیں لیکن انھوں نے معراج سے واپسی پر بیت المقدس میں داخل ہونے کے بعد انبیاء علیہم السلام کا مجمع دکھایا ہے اور اس کے حوالے سے شمائل انبیا کا ذکر کیا ہے۔ بیت المقدس میں نماز وامامت کا واقعہ سید موصوف نے قرینہ سے متعین کیا ہے مگر یہ تسلیم کیا ہے کہ مسند احمد اور سیرت ابن اسحاق کی روایات سے آسمان پر جانے سے پہلے ہی امامت کی تھی۔ سید موصوف کا ''قرینہ'' صحیحین میں وقت امامت کے عدم ذکر اور عدم تصریح کی وجہ سے قائم ہوا ہے۔

(۱۳) بخاری/فتح الباری، ۵۷۰/۶-۵۷۱؛ ابن کثیر، ۱۲/۳۔

(۱۴) بخاری/فتح الباری، ۵۸۲/۶، ومابعد۔

(۱۵) بخاری/فتح الباری، ۵۸۱/۶-۵۸۲ ومابعد۔ شارح بخاری نے ۵۹۱/۶ میں صرف صفت عیسیٰؑ میں ربعۃ اور دیماس/حمام کی تشریح کی ہے اور وہ خاصی تشنہ ہے۔

(۱۶) مسند احمد، اردو ترجمہ بعنوان حیات طیبہ از محمد ابراہیم فیضی، دار العلم والتحقیق کراچی، ۲۰۱۳ء ۱۲۰-۱۲۴ بروایت حضرت مالک بن صعصعہؓ۔ ۱۷۳۸۰-۱۷۳۸۱ میں کسی نبی مکرم کے شمائل نہیں ہیں۔ البتہ حدیث مسند: مذکورہ بالا نمبروں والی روایات حضرت انس بن مالکؓ میں حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے بعض خصائل بالخصوص گریہ کا ذکر ہے؛ ابن کثیر، ۱۰/۳۔

(۱۷) ابن اسحاق/ابن ہشام، حمدی طباعت، ۳۴/۲-۳۷؛ سہیلی، ۱۹۸/۲ حاشیہ محقق: ۱؛ سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ۴۱۶/۳۔ سید موصوف نے اس حلیہ کا حوالہ نہیں دیا۔ اس صفحہ کے بیانات کے حاشیہ: ۱ میں مسند احمد وسیرت ابن اسحاق کا ذکر ضرور ہے مگر تمام بحث بیت المقدس میں نماز وامامت آسمان پر جانے یا واپسی کے وقت پر مرتکز ہے۔ شمائل انبیاء کرام کا ذکر صرف ایک جگہ ہے اور خاصا مختصر بھی۔

(۱۸) بخاری/فتح الباری، ۵۸۱/۶-۵۹۳ ومابعد؛ شرح حافظ میں اختلاف روایت اور تطبیق و شرح بھی ہے؛ حیات طیبہ، مذکورہ بالا؛ ابن اسحاق؛ سہیلی؛ مذکورہ بالا، سید سلیمان ندوی، مذکورہ بالا، کاندھلوی، ۲۸۷/۱-۳۲۶ بالخصوص عروج سموات کی

بحث میں سراپائے انبیاء نہیں بیان کیے ہے۔ان کا زیادہ انحصار زرقانی پر ہے اگرچہ ابن اسحاق، ابن کثیر وغیرہ کے حوالے بھی ہیں۔

(۱۹) ابن اسحاق/ابن ہشام، سہیلی، ۲/۲۰۳؛ ابن کثیر، ۳/۱۲۔

(۲۰) سہیلی ۲/ ۲۰۴: روایتِ خدریؓ کا نظم اور سیاق سباق بتاتا ہے کہ وہ بعد کا اطلاق نبوی تھا۔ رسول اکرمؐ اور صحابہ کرام کا عام دستور تھا کہ وہ قرآن مجید کی آیات کریمہ کا اطلاق مناسبت و سیاق کے سبب فرماتے تھے اور اس میں تقدیم وتاخیر تنزیل کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ بعد کی منزل آیات کریمہ کا متقدم واقعات پر اطلاق کر دیتے تھے۔ وہ شان و سبب نزول نہیں ہوتا تھا۔اس کے علاوہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ واقعہ/معاملہ کے وقوع کے بعد اور ترسیل و بیان حدیث و واقعہ کے متاخر معاملے کے بعد اطلاق کیا گیا تھا جیسے غزوہ احد میں شہادت کا مطلوبہ نذرانہ پیش کرنے پر آپ نے اور صحابہ کرام نے بعض شہیدان غزوہ کے جاں نثارانہ واقعہ پر سورہ احزاب کی آیت کریمہ: ''فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ..الخ مآخذ سیرت: ابن اسحاق/ابن ہشام، واقدی، ابن سعد، مغازی ابن عائذ، سہیلی وغیرہ کا اطلاق کیا تھا جب کہ وہ غزوہ خندق کے بعد کی آیت کریمہ تھی اور اس غزوہ کے شہداء کرام کی جانانہ فداکاری کی تحسین و تعریف الٰہی تھی۔ایسے بہت سے اطلاقات ہیں اور وہ ایک تحقیقی مطالعہ کے طالب ہیں۔

(۲۱) ابن اسحاق/ سہیلی، ۲/۲۰۲-۲۰۵؛ مسند احمد، مذکورہ بالا، ۱۴۶-۱۴۷؛ ابن کثیر، ۳/۱۲-۱۵۔

بخاری/فتح الباری؛ ۶/۵۸۱-۵۸۲ ومابعد۔ شارح ابن حجر نے موسیٰ علیہ السلام کے رجال الزط میں ہونے سے صرف ''طول غیر غلاظ'' کی شرح کی ہے اور جاٹ/زط سے بحث نہیں کی۔ حضرت موسیٰؑ کے شمائل میں وارد دوسری احادیث بخاری میں خاص رجال من ازدشنوءہ اور رجال الزط میں بھی صرف طول قامتی اور گندمی رنگ کی تشریح پر اکتفا کی ہے، ۶/۵۲۱ ومابعد وماقبل؛ ابن اسحاق/ سہیلی، ۲/۱۹۸-۲۰۵؛ ابن کثیر، ۳/۱۲، بیہقی کی حدیث میں از دشنوءہ سے مماثلت کا حوالہ نہیں ہے؛ ۳/۱۶ میں از دشنوءہ کا حوالہ ہے اور شمائل کا بھی۔ سید سلیمان ندوی، ۳/۴۱۶؛ ادریس کاندھلوی، ۱/۳۰۲ بحوالہ زرقانی، شمائل موسیٰؑ کا ذکر نہیں۔ ''حتی مررنا برجل طوال سبط آدم کانه من رجال از دشنوءه"

(۲۲) بخاری/فتح الباری، ۶/۵۳۰،۵۲۹ ومابعد۔

(۲۳) ابن اسحاق/ابن ہشام، حمدی طباعت، مذکورہ بالا؛ سہیلی، ۲/۱۹۸؛ حیات طیبہ، مذکورہ بالا؛ ابن کثیر، ۳/۱۲؛ ابن کثیر، ۳/۱۷-۱۹؛ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں مزید صراحت ہے: ''اول من شمط علی وجہ الارض...''

سید سلیمان ندوی، ۳/۴۱۶؛ ''حضرت ابراہیمؑ کی صورت تمہارے پیغمبر (خود آنحضرتؐ کی سی تھی)''۔ سید موصوف نے احادیث وروایات سیرت دونوں سے ضروری استفادہ نہیں کیا؛ کاندھلوی، ۱/۳۰۲-۳۰۳ میں بالعموم شمائل انبیاء کرام کا ذکر نہیں ہے اور ان کا مدار زرقانی کی روایت اسرا و معراج پر ہے اور وہ بھی خاصا ناقص۔

(۲۴) ابن ہشام، ۲/۳۴-۳۷؛ سہیلی، ۲/۱۹۹؛ محقق کا تبصرہ ہے کہ یہ روایت ضعیف الاسناد ہے اور ترمذی کی مناقب کی حدیث: ۳۶۴۲ سے تشریح بھی کی ہے، مولانا کرامت علی جون پوری، انوار محمدی، اردو ترجمہ شمائل ترمذی، جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ ۱۹۹۶ئ؛ ۸۲-۸۳، دونوں نے الفاظ و تعبیرات کی شرح معانی کی ہے، نعیم اللہ ملک نے انا میری شمل کتاب میں جو ترجمہ کیا ہے وہ بہتر ہے اور سلیس و جامع؛ محمد رسول اللہؐ مذکورہ ۴۵-۴۶؛ قوسین میں اضافے خاکسار کے ہیں، سید مسعود احمد، مذکورہ بالا، ۱/۶۸۲-۶۸۷؛ انا میری شمل کی کتاب میں دوسری زبانوں جیسے پشتو، فارسی وغیرہ کے لوک گیتوں

سے شمائل ملتے ہیں۔

(۲۵) آیات کریمہ میں سے بعض ہیں: اعراف ۱۵۷: الذی یجدونه مکتوباعندهم فی التوراة والانجیل بقرہ:۱۴۶: الَّذِيْنَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَهُمْ نیز انعام: ۲۰، سورہ فتح کی آخری آیت وغیرہ۔

(۲۶) ابن اسحاق/ابن ہشام، مذکورہ بالا نیز شرح سہیلی، مذکورہ بالا۔

(۲۷) رسول اکرمؐ کی بہ نفس نفیس ترسیل و تعلیم اور بیان حدیث کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ آپ نے ایک حدیث صرف ایک بار ہی بیان فرمائی اور اس کی وجہ سے متون حدیث میں بیان واقعات کے اختلاف کو رواۃ کرام کے سر ڈالا گیا اور روایت بالمعنی کا سہارا لیا گیا۔ روایت بالمعنی بالکل ہے لیکن جب صحابہ کرام الفاظ نبوی نقل کرتے ہیں تو وہ بالعموم باللفظ ہوتی ہے۔ اس کی شہادتیں تو بہت ہیں جو ایک دوسرے مقالہ کی متقاضی۔ صرف ایک شہادت یہاں کافی ہے، اصل صحابی روای یا ان کے ناقل و راوی بھی کسی لفظ نبوی کے بارے میں شک و شبہ میں پڑ جاتے تو اس کا اظہار کر دیتے اور شک کرنے والے کے نام کی تصریح بھی کر دیتے تھے۔ واقعاتی شہادت یہ ہے کہ رواۃ اپنی مختلف احادیث میں معلومات میں کمی بیشی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ صرف رسالتمآبؐ کا کارنامہ ہوتا تھا۔

(۲۸) سید سلیمان ندوی، مذکورہ بالا؛ رسول اکرمؐ کی بار بار ترسیل و بیان حدیث کے موضوع پر ایک تحقیقی کام کی اب بھی ضرورت ہے۔

(۲۹) مذکورہ بالا جامعین کرام بالخصوص اردو سیرت نگاروں کی تصانیف میں انبیاء کرام کی جامع محمدی روایت شمائل و خصائل سے اعراض کی وجہ سے نقص پیدا ہو گیا ہے۔

(۳۰) اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور مقالہ ''زط'' از جبریل فیرانڈ (Gabriel Ferrand) وادارہ، اس کے خاص نکات ہیں:

۱-زط فارسی لفظ جات (از ھندی جاٹ یاجٹ) سے ماخوذ ہے، قوسین میں صراحت ادارہ کی ہے۔

۲-زط کسی نہ کسی وجہ سے ہندوستان سے ایران پہونچے اور ایران سے مغربی ایشیا اور یوروپ جا پہونچے۔

۳-بلاذری کی فتوح البلدان کے مطابق وہ بعثت نبوی سے قبل خلیج فارس کی بندرگاہوں اور واسط و بصرے کے درمیان آباد ہو گئے۔

۴-مختلف ممالک میں ان کی آبادیاں ہیں۔ ان کی عہد نبوی کے بعد کے زمانے کے معاملات اور سرکشیوں وغیرہ کے علاوہ رسوم و رواج کا ذکر ہے۔

سید سلیمان ندوی، عرب و ہند کے تعلقات کے اولین باب۔

(۳۱) حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کا خاکہ اصابہ، اسد الغابہ، استیعاب کے علاوہ واقعات صلح حدیبیہ اور قبول اسلام طائف کے ابواب میں مصادر سیرت و حدیث میں ملاحظہ ہوں۔

(۳۲) آیات قرآنی متعدد سورتوں میں ہیں: سورہ آل عمران ۶۸: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ میں ہے؛ النساء: ۱۵: واتبع ملة ابراهيم حنيفا، اور اسی معنی کی دوسری آیات: نحل ۱۲۳؛ حج ۷۸؛ وغیرہ۔

(۳۳) وصافان نبوی کے بیان کردہ شمائل نبوی میں رسول اکرمؐ کے بیان شمائل انبیاء کرام کا اثر ہے اور متعدد احادیث نبوی کی تعبیرات بھی ہو بہو آ گئی ہیں یا اپنی چھاپ چھوڑ گئی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆